

جب قانون ناکام ہوتا ہے: خاندان، خوف، اور 7 اکتوبر کی

جڑیں

9 جولائی 2025 تک، اسرائیل-فلسطین تنازعہ ریاستی عدم سزا اور بین الاقوامی تعطل کے نتائج کا ایک تاریک ثبوت ہے۔ ذمہ داری کے اس خلائیں، مایوسی کے اقدامات ابھرے ہیں۔ ایسے اقدامات جو صرف نظریے سے نہیں بلکہ خاندان کے تحفظ کے بنیادی جبلت سے چلائے گئے ہیں۔ اسرائیل کی انتظامی حراست کا وسیع استعمال، جس میں دستاویزی تشدد اور بچوں کے ساتھ بدسلوکی شامل ہے، بین الاقوامی قانون کی براہ راست خلاف ورزی میں جاری ہے۔ اس کے باوجود، بین الاقوامی برادری نے اسے روکنے کے لیے بہت کم کیا ہے۔ یہ مضمون یہ دلیل دیتا ہے کہ 7 اکتوبر 2023 کو ہونے والے اغوا۔ جب 251 افراد کو غزہ لے جایا گیا۔ بے ترتیب ظلم نہیں تھے، بلکہ منظم ناانصافی کا پیش گوئی شدہ نتیجہ تھے۔ یہ ایک نفسیاتی اور سیاسی حقیقت سے ابھرے جس میں قانون نے کوئی تحفظ فراہم نہیں کیا، اور مایوسی ایک ہتھیار بن گئی۔

اگرچہ ان غیر قانونی اقدامات کی حمایت نہیں کی جاتی، لیکن ان کی جڑوں کو سمجھنے کے لیے مکمل سیاق و سباق کا جائزہ لینا ضروری ہے: ایک قانونی نظام جو کچلنے کے لیے بنایا گیا ہے، ایک بین الاقوامی برادری جو مداخلت کرنے سے گریزاں ہے، اور بڑے پیمانے پر حراست اور بدسلوکی سے متحرک ہونے والی عالمگیر والدین کی جبلت۔ جیسا کہ 1997 کی فلم ایگزیکٹو ٹارگٹ میں ڈرامائی طور پر دکھایا گیا ہے، جہاں ایک شخص اپنی بیوی کو بچانے کے لیے دہشت گردی کے منصوبے میں حصہ لینے پر مجبور ہوتا ہے، پیاروں کے لیے خطرہ روایتی اخلاقیات کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ جب ادارہ جاتی انصاف ناکام ہوتا ہے، تو یہ جبلت وضاحت اور انتباہ دونوں بن جاتی ہے۔

اسرائیل کی قانونی خلاف ورزیاں: اجتماعی سزا کے طور پر حراست

عقود سے، اسرائیل نے انتظامی حراست کا نظام برقرار رکھا ہے، جو فلسطینیوں کو بغیر کسی الزام یا مقدمے کے، اکثر غیر معینہ مدت تک اور خفیہ شواہد کی بنیاد پر قید کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ طرز عمل، جو 1967 سے نافذ ہے، چوتھے جنیوا کنونشن (آرٹیکل 64-66) اور شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی معاہدے (آرٹیکل 9 اور 14) کی واضح خلاف ورزیاں ہیں۔

2024 کے وسط تک، 9,500 سے زائد فلسطینی اسرائیلی حراست میں تھے، جن میں اکتوبر 2023 سے کم از کم 53 اموات رپورٹ ہوئیں۔ جن میں سے بہت سی ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق تشدد سے منسلک ہیں۔ 14 سال کی عمر کے بچوں کو جنسی ذلت، مار پیٹ، اور نفسیاتی بدسلوکی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ یہ الگ تھلگ زیادتیاں نہیں ہیں؛ یہ ایک منظم نظام کی خصوصیات ہیں جو پوری آبادی کے خلاف حراست کو ہتھیار بناتا ہے۔

یہ جبر، دباؤ، اور کنٹرول کی حکمت عملی 1979 کے یرغمال بنانے کے خلاف بین الاقوامی کنونشن میں بیان کردہ یرغمال بنانے سے مشابہت رکھتی ہے۔ فوجی عدالتوں میں 99.7 فیصد سزا کی شرح کے ساتھ، قانونی چارہ جوئی ایک افسانہ ہے۔ اس تناظر میں، فلسطینی خاندان قانون سے محفوظ نہیں ہیں۔ وہ اس سے ستائے جاتے ہیں۔ قانونی ڈھانچہ خود ایک تسلط کا میکانزم بن گیا ہے، جو تاریخی مثالیں دہراتا ہے جہاں ریاستی قانون کو ظلم کو جواز فراہم کرنے کے لیے استعمال کیا گیا جب تک کہ اسے بیرونی قوتوں نے چیلنج نہ کیا۔

بین الاقوامی ملی بھگت: تحفظ میں ناکامی

اقوام متحدہ کے اداروں، انسانی حقوق کی تنظیموں، اور بین الاقوامی مبصرین کی طرف سے وسیع دستاویزات کے باوجود، دنیا نے کوئی اقدام نہیں اٹھایا۔ اسرائیل کو اس کے حراستی نظام کے لیے جوابدہ ٹھہرانے کے لیے کوئی معنی خیز پابندیاں، بین الاقوامی قانونی چارہ جوئی، یا سفارتی اقدامات نہیں کیے گئے۔ 2005 کے اقوام متحدہ کے عالمی سربراہی اجلاس میں تصدیق شدہ تحفظ کی ذمہ داری (R2P) بین الاقوامی برادری کو اس وقت مداخلت کرنے کا پابند کرتی ہے جب ریاستیں انسانیت کے خلاف جرائم کو روکنے میں ناکام ہوں۔ لیکن اس معاملے میں عمل درآمد غائب رہا ہے۔

2023 اور 2025 کے درمیان جنگ بندی کے ذریعے ثالثی شدہ قیدیوں کے تبادلے خاص طور پر 135 قیدیوں کی رہائی دکھاتے ہیں کہ سیاسی ارادہ نتائج کو تبدیل کر سکتا ہے۔ لیکن یہ لمحات بے حسی کے معمول کے نادر استثناء تھے۔ جیسا کہ 2025 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے مباحثوں میں دوبارہ تصدیق کی گئی، دنیا اپنی R2P کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری میں ناکام ہو رہی ہے۔ دریں اثناء، بین الاقوامی فوجداری عدالت (ICC) کی سست رفتار تحقیقات نے کوئی قابل عمل اقدامات پیدا نہیں کیے۔ فلسطینی ایک سزا دینے والی قبضہ آور قوت اور ایک بین الاقوامی برادری کے درمیان پھنسے ہوئے ہیں جو نظریں پھیر لیتی ہے۔

یہ خاموشی بدسلوکی کو ممکن بناتی ہے۔ یہ بین الاقوامی برادری کی ماضی کی ناکامیوں کو یاد دلاتی ہے۔ روانڈا سے بوسنیا تک۔ جہاں قانونی معیارات واضح تھے لیکن انہیں نافذ کرنے کی خواہش غائب تھی۔ ان المیوں کی طرح، اسرائیل کے حراستی نظام کو دی

لنی عدم سزا ایک حساب مانگتی ہے۔

تحفظ کی جبلت: غیر قانونی نظام اور نفسیاتی محرکات

جب قانون گر جاتا ہے، جبلت غلبہ حاصل کر لیتی ہے۔ اپنے بچوں کی حفاظت کا جذبہ انسان کے سب سے طاقتور جذبات میں سے ایک ہے، جو ارتقاء کے ذریعے جڑا ہوا ہے۔ نیچر ریویوز سائیکا لوجی (2024) میں شائع ہونے والی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ والدین کی سرمایہ کاری حیاتیاتی طور پر مختلف انواع میں بقا کی حکمت عملیوں سے منسلک ہے۔ بچوں کے لیے خطرات گہرے عصبی رد عمل کو متحرک کرتے ہیں۔ خوف، جارحیت، مایوسی۔ خاص طور پر جب یہ خطرات مسلسل اور حل نہ ہونے والے ہوں۔

2023 میں جرنل آف ٹرائینک اسٹریس میں شائع ہونے والی ایک تحقیق اس تعلق کو مزید اجاگر کرتی ہے، یہ ظاہر کرتی ہے کہ اجتماعی صدمہ اور بے بسی رد عمل والی جارحیت کو بڑھاتی ہے۔ HubPages پر مضمون ”جبلت۔ کیا ہم تحفظ کی جبلت کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں؟“ (2024) میں اپ ڈیٹ کیا گیا) اسے ”ماں ریچھ“ کے اضطراب سے تشبیہ دیتا ہے، ایک عالمگیر رجحان جو سماجی اور قانونی معیارات کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے جب پیاروں کو خطرہ ہوتا ہے۔

یہ حقیقت ایگزیکٹو ٹارگٹ (1997) میں ڈرامائی طور پر پیش کی گئی ہے، جہاں ایک اسٹنٹ ڈرائیور کو اپنی بیوی کو یرغمال بنانے جانے کے بعد اغوا کے منصوبے میں حصہ لینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ خاندان کے رکن کے لیے خطرہ اسے ایسی کارروائیوں پر مجبور کرتا ہے جو وہ بصورت دیگر کبھی نہ سوچتا۔ یہ داستان، اگرچہ افسانوی ہے، بہت سے فلسطینی خاندانوں کی حقیقت کی عکاسی کرتی ہے۔ 9,500 سے زائد افراد۔ بچوں سمیت۔ حراست میں ہیں، فلسطینی برادریاں نقصان، بدسلوکی، اور موت کے مسلسل خوف میں رہتی ہیں۔

ایسے ماحول میں، بدلہ لینے کی خواہش، یرغمالیوں کا یرغمالیوں سے تبادلہ، نہ صرف عقلی بلکہ ناگزیر بن جاتی ہے۔ 2011 کا قیدیوں کا تبادلہ۔ 1,027 فلسطینیوں کے بدلے ایک اسرائیلی قیدی۔ نے دکھایا کہ غیر قانونی دباؤ نتائج دیتا ہے۔ انصاف کی عدم موجودگی میں، مایوسی حکمت عملی بن جاتی ہے۔ 7 اکتوبر 2023 کو اس روشنی میں سمجھا جانا چاہیے: ایک مایوس کن عمل جو منظم حراست، بین الاقوامی ترک کردینے، اور اپنوں کی حفاظت کی زبردست جبلت سے تشکیل پایا۔

منتخب غصے کا منافقت

غیر قانونی رد عمل کی مذمت کرنا، ان کو اکسانے والی زیادتیوں کا مقابلہ کیے بغیر، نہ صرف منافقت ہے۔ یہ خطرناک ہے۔ یہ ایک دوہرے اخلاقی معیار کو برقرار رکھتا ہے جس میں ریاستی تشدد قانونی اور غیر مرئی ہوتا ہے، جبکہ رد عمل والی تشدد مجرمانہ اور مذموم ہوتا ہے۔ یہ عدم توازن خود بین الاقوامی قانون کی قانونی حیثیت کو کمزور کرتا ہے۔

منطق سادہ ہے: اگر انصاف کو برقرار رکھنے کے ذمہ دار ادارے ناکام ہو جاتے ہیں، تو لوگ دوسرے ذرائع تلاش کریں گے۔ جیسے ایگزیکٹو ٹارگٹ کا مرکزی کردار غیر قانونی عمل کا انتخاب کرتا ہے جب کوئی اور اس کی بیوی کو نہیں بچاتا، اسی طرح مظلوم برادریاں عمل کرتی ہیں جب ان کے خاندانوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور کوئی تدارک کا راستہ باقی نہیں رہتا۔ یہ جواز نہیں ہے۔ یہ وجہ کی تشخیص ہے۔

تاریخ سکھاتی ہے کہ اصلی ذمہ داری علامات کو نہیں، بلکہ نظام کو ہدف بناتی ہے۔ نورمبرگ مقدمات نے مایوس جرمن شہریوں کو مورد الزام ٹھہرانے سے شروعات نہیں کیں؛ انہوں نے عدم سزا کے ڈھانچوں کو توڑ دیا۔ فلسطین میں تشدد کے چکر کو ختم کرنے کے لیے، بین الاقوامی برادری کو جڑ سے نمٹنا ہوگا: اسرائیل کی منظم خلاف ورزیاں اور اس کا فوجی-قانونی نظام۔

نتیجہ: زیادتیوں کا خاتمہ کریں، یا مایوسی کی توقع کریں

اسرائیل کا انتظامی حراستی نظام، جو قانونی بہانوں پر بنایا گیا اور تشدد کے ذریعے برقرار رکھا گیا، بین الاقوامی قانون کی سنگین خلاف ورزی کی نمائندگی کرتا ہے۔ عالمی برادری کی اپنے انسانی حقوق کے معیارات-R2P یا ICC کے مینڈیٹس کے ذریعے نافذ کرنے میں مسلسل ناکامی نے ایک خلپیدا کیا ہے جس میں خاندان کی حفاظت کی جہلت ایک سیاسی ہتھیار بن جاتی ہے۔

7 اکتوبر ناگزیر نہیں تھا، لیکن یہ پیش گوئی کے قابل تھا۔ جب قانونی نظام گر جاتے ہیں، تو قدیم ترین جہلت باقی رہتی ہے۔ مایوسوں کی مذمت کرنے کے بجائے طاقتوروں کی حفاظت کرتے ہوئے، دنیا کو اس تنازعہ کے دل میں موجود ڈھانچہ جاتی نا انصافیوں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔

اسرائیل کے حراستی نظام کو ختم کرنا، بین الاقوامی ذمہ داری کو نافذ کرنا، اور قانون پر اعتماد بحال کرنا نہ صرف قانونی ضروریات ہیں۔ یہ مستقبل کی مایوسی کو روکنے کا واحد راستہ ہیں۔ جب تک یہ نہیں ہوتا، عدم سزا اور رد عمل والی تشدد کا چکر جاری رہے گا، جو خوف، صدمہ، اور سب سے اہم چیز کی حفاظت کی پائیدار جہلت سے چلتا ہے۔